سوال

(173) بینک کا سود

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(جناب مولنا عزیز زبیدی صاحب واربرٹن (شیخوپورہ)

انجمن شبان اہل حدیث گوجرانوالہ کے ناظم قاضی عبد القدیر صاحب لیکھتے ہیں کہ۔

ایک شخص نے مولنا مودودی صاحب سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص غلطی سے کسی ایسے اکاؤنٹ میں روپیہ جمع کر بیٹھے جس میں سود ملتا ہے تو سود کی رقم ملنے پر وہ کیا کرے۔؟ مولنا نے فرمایا وہ رقم غریبوں میں تقسیم کردے۔ انہی صاحب نے استفسار کیا کہ کیا اس طرح اسے خیرات کا ثواب ملے گا؟ مولنا نے کہا کہ خیرات کا ثواب ملے یا نہ ملے گناہ سے بچنے کا ثواب مل جائے گا۔ (ہفت روزہ آیئن 24 اکتوبر ص 7)

کیا مولنا کا یہ جواب صحیح ہے۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

گوجرانوالہ میں مستند واعظ اور نامور علماء کرام موجود ہیں آسانی سے ان کی طرف رجوع کیا جا سکتا تھا کیونکہ اس سلسلے میں وہ سند کی حیثیت رکھتے ہیں اور آپ کے قریب بھی رہتے ہیں تو آپ کی طرح ان کا ایک طالب علم ہوں۔ دنیا کے سیلاب بلا میں سے ایک عظیم بلا اور ابتلاء نظام بینک کاری بھی ہے اس سے نکلنے کے لئے جتنا کوئی شخص پھڑ پھڑاتا ہے اتنا ہی الجھتا چلا جاتا ہے اگر پیسہ گھر میں رکھتا ہے تو اس کے ضیاع کا خطرہ ہے بینک میں رکھتا ہے تو گناہ کا اندیشہ ہے۔

دل کو روؤں یا جگر کو میں میری دونوں سے آشنائی ہے۔

بہر حال اس صورت کے پیش نظر علماء نے جب اس پر غور کیا تو وہ مختلف نتائج پر پہنچے بعض نے فرمایا کہ بینک کا سود وہ سود نہیں جو اسلام میں ممنوع ہے راقم الحروف کے شیخ الشیخ ڈپٹی نزیر احمد دیلھوی کا یہی نظریہ تھا مفتی جمعیة العلماء دلی دیوبندی کا بھی یہی فتویٰ ہے بعض نے کہا کہ اس کی صورت یہ ہے اگر وہ از خود پیش کرے تو لے لیا جائے۔ اگر آپ نے ہی طے کیا ہے تو یہ سود ہے اس لئے ناجائز ہے۔

حضرت مولانا عبد الواحد بن مولانا عبد اللہ الغزنوی کا یہی نظریہ تھا۔ بعض بزرگوں نے تصریح کی ہے کہ بینک وغیرہ کا سود لے تو لیا جائے مگر خود خرچ نہ کیا جائے نہ تقرب کے کاموں

کےلئے دیا جائے بلکہ لے کر کسی غریب اور نادار کو دے دیا جائے مگر ثواب کی امید نہ رکھیجائے علامہ قاضی اطہر مبارک پوری کا یہی نظریہ تھا ایک قول وہ ہے جو مولانا مودودی نے پیش کیا ہے بعض علماء کا کہنا ہے کہ سودی رقم سود خورون کےلئے نہ رہنے دی جائے بلکہ ان سے لے کر مضطر لوگوں پر خرچ کی راقم الحروف کے نزدیک دوسے اقوال کی بنسبت موکر الزکر نظریہ کچھ گوارا ہے کیونکہ مضطر لوگوں کےلئے ہر مرادجائز ہے۔ مگر بقدر کفایت یہ بات تو اس صورت میں ہے کہ جب کوئی شخص اس میں روپیہ جمع کرا ایٹھتا ہے اس نظریہ کو گارا اس لئے کہا ہے کہ اس کی سنگینی پہلے نظریات کی بہ نسبت کم رہ جاتی ہے جہاں تک جواز کی بات ہے اسکے بارے یں پہلے راقم الحروف کا نظریہ پہلے یہ تھا کہ سود خوروں سے بہر حال یہ چھری چھین لینی چاہیے تا کہ اس کے ساتھ سودی کاروبار کا وہ مزید شکار نہ کر سکیں لیکن مزید غور کرنے پر محسوس ہوا کہ یہ پہلو بھی محل نظر ہے۔ کیونکہ اس کی سنگینی کا احساس دلانے کے بعد اب ہمم پر اس کی زمہ داری نہیں رہی کہ اب اگلا کیا کرے گا۔ اگر ہے تو صرف ان کی کہ آپ اس میں اپنا سرمایہ ہی جمع نہ کراتے جو ج آپ سے نہ ہو سکا اس لئے اب وہ جانیں اور ان کا کام دوسرا اس لئے کہ وہ ایک نجس مردار اور گندگی ہے سود خوروں کے گھر کو صاف رکھنے کیلیئے اپنے گھر کو اس سے ملوث کرنا کوئی دانشمندانہ بات نہیں ہے قرآن وحدیث میں حرمت سود کے بارے میں استثناء کا زکر نہیں کیا گیا اسلیئے اس سلسلے میں خود استثنائی صورتیں پیدا کر لینا تشریح ہے جس کے ہم مجاز نہیں ہیں۔ بینک کے بعض شعبے ایسے ہوتے ہیں جس میں کہے بغیر سود نہیں لگتا لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ آپ کے جمع کردہ سرمایہ سے وہ سودی کاوبار بھی نہیںکرتے بلکہ کرتے ہیں آ صرف اتنی بات ہوتی ہے جکہ اس میں سے آپ کو جو حصہ ملنا تھا وہ خود رکھ لیتے ہیں آپ کو نہیں دیتے اس لئے جو لوگ بینک سے سود نہ لے کر اس خوش فہمی میں بتلا ہو جاتے ہیں کہ وہ بری الزمہ ہوگئے ہیں فریب نفس سے زیادہ نہیں ہوتا کیونکہ اس میں اپنا سرمایہ جمع کرا کے سودی کاروبار کرنے میں آپ نے بینک کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا ہے اور

َ اتَعَاوَنُوا عَلَی لاِثْمِ وَ لعُدْوٰنِ کی خلاف ورزی کر کے سودی کاروبار میں شرکت کرنے کا ارتکاب کیا ہے۔ صحیح اور بیادی صورت یہ ہے کہ ایسے کاروباری اداروں میں اپنا سرمایہ جمع ہی نہ کرایا جائے اگر اجتماعی طور پر ان بینکوں کا بائیکاٹ کیا جائے تو وہ شراکت اور مضاربت جیسے شرعی اصولوں کے مطابق اپنا نظام بینکاری بدلنے پر مجبور ہو جائیں۔ باقی رہا یہ اندیشہ کہ بینک کے بغیر پیسہ کا تحفظ مشکل ہوتا ہے سو یہ بیامری صرف نظام بیک کاری میں جاری وساری نہیں زندگی کے ہر شعبہ میں اپنا کام کر رکھی ہے کیونکہ اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو نہیں جانتے کے اسلام کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں ان کی اپنی زمہ داری کیا ہے اس لئے آپ اس بانہ سے اور کیا یا جائز کریں گے ؟ یقین کیجیئے ان میں سے کچھ بھی ناجائز نہیں صرف دھاندلی ہے اور اس وقت تک دنیا کرتی جائے گی جب تک کوئی عمر نہیں پیدا ہو جاتا اسلامی نظام برحق کے مافی جو جو امور اور دھاندلیاں ہم نے سینے سے لگالی ہیں وہ خود ساختہ معذرتوں کے سہارے لگا رکھی ہیں ورنہ حقیقت میں وہ شرعی ملازمتیں نہیں ہیں عذر لنگ کے ضن میں آتی ہیں جسے خوئے بدرا بہانہ بسیار سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

عام معذرتیں اور شرعی معذرت

معذرت ایک ایسی مکروہکیفیت کا نام رہ گیا ہے جس کا اسلام میں قطعا کوئی مذکور نہیں ہے معذرت وقت اور حالات کیا یسی کوکھ سے جنم لے رہی ہے جسکے بدلنے کےلئے کوشش نہیں کی جاتی گویا کہ ہم نے ایسی معذرتوں سے سازگاری پیدا کر لی ہے جسکے بعد معذرت معذرت نہیں رہتی معصیت اور مجرمانہ غفلت بن جاتی ہے اس لیے ایسی معذرتوں کے سہارے جو بھی خلاشرع کام کیا جائے اسے شرعی معذرت کے نام پر حلال نہیں کیا جا سکتا اس لئے پوری قوم نے بیک کاری کے اسی نظام بد کو بدلنے کیلیئے منظم کوشش نہ کرے اپنی معذرتوں کو کھٹائی میں ڈال دیا ہے کیونک معذرتیں ناسازگار حالات اور وقت کا حاصل ہوتی ہیں جو لوگ اور قومیں ناسازگار فضائوں کو بدلنے کیلیئے اپنی ہاتھ پائوں بھی مارتی رہتی ہیں تا تبدلیل حالات اسلام میں ایسی اقوام اور افراد کی معذرتوں کو قبول کیا جاتا ہے جہاں ایسی بات نہیں ہوتی اور نہ اسن ناسازفگار فضائوں کو بدلنے کی کوئی منظم سعی اور کوشش کی جاتی ہے۔ وہاں اسلام میں ان معذرتوں سے استفادہ کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی کیونکہ اب اسے معذرت سزی سے تبدیہ کیا جائے گا۔ جس کے معنی ہوتٰی ہیں کہ ان سے سازگاری اور ہم آہنگی پیدا کر لی گئی ہے جو بجائے خود السان دشمنی ہے ہاں جو افاد دیا نتداری کے داتھ اور پوری جدوجہد کوشش اور محنت سے اس غلط نظام کو بلدنے کی کوشش میں بھی لگے ہوئے ہیں وہ اگر وقت کئی کی حدتک اپنا سرمیاہ اس میں جمع کراتے ہیں تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ معذرتیں تصورکیئے جاییں اس صورت میں بدرجہ آکر یہی ہو سکتا ہے کہ واقعۃ اگر کوئی مضطر سامنے آگیا ہے تو بینک سے اپنا سود لے کر اس کو سہارا مہیا کرنا چاہے تو اس کیلیئے گنجائش نکل سکتی ہے۔ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ (پ2 بقرہ ع21)

ورنہ حرام خوروں کیلیئے یہ حرام چھوڑ دیا جائے کیونکہ اب ہمارے بس میں اس سے زیادہ نہیں ہے۔ يَآَيُّہَا لَّذِينَ ءَامَنُوا تَّقُوا للَّہَ وَذَرُوا مَا بَقِىَ مِنَ لرِّبَوٰٓا اِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ٢٧٨ (بقرہ ع38)

اس پچھوڑنے میں استثناء نہیں ہے اس لئے ان سے نہ وصل کرنا ہی ہماری زمہ داری ہے اور بس اور جو لگوا وامی جذبہ اور فیصنہ کے احساس کے تحت ان کو بدلنے کے لئے مناسب تک ودو کئے بغیر اپنے آپ کو معزور تصور کر رہے ہیں۔ یقین کیجئے وہ عنداللہ معزور نہیں ہوں گے بلکہ مجرمانہ نظام کے داعیوں کے ساتھ یہ بے غیرت اور کاہل لوگ بھی مجرم قرار پایئں گے کیونکہ اللہ کے ہاں ایسے لوگ بہانے باز اور ظالم قرار پاتے ہیں زیل کی آیات میں انہی جعلی معذوروں کا زکر ہے۔ اِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ   قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ   قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا   فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ

(پ 5 سورۃ النساء ع 14)

چونکہ وہ لوگ کفار کے نرغے کو معذرت تصور کر کے بیٹھ گئے تھے اور اس کے لئے آخری چارہ کار کی حد تک نکلنے کے لئے انہوں نے کوئی کوشش نہیں کی تھی اس لئے اللہ نے فرمایا تمہاری یہ معذرت مسموع نہیں ہے۔ یہی کیفیت آجکل ہماری ہے۔ کہ اللہ کی عطا کردہ رخصتوں کا دامن تھ مے میں تو ہم کوئی سستی نہیں کرتے لیکن اس سلسلے کی اپنی زمہ داریوں اور تقاضوں سے واسطہ بھی نہیں رکھتے حالانکہ یہ ناجائز ہے۔ الخراج بالضمان

اس سلسلے کی چند آیات اور احادیث ملاحظہ فرمایئں۔

اگر کسی کو مال دیا ہے بطور قرض یا بطور امانت تو آپ صرف راس لامال لینے کا حق رکھتے ہیں۔ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ (بقرہ ع 38)

حدیث وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلعم وما کانلھم فی الناسمن دین فلیس علیھم الاراسہ (کتاب الاموال لابن السالام صفحہ 192)

زیادتی آپ سے بھی نہیں ہونی چاہیے دوسروں سے بھی نہیں لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ٢٧٩ اس کی شکل یہ ہے کہ سود چھوڑ دیا جائے۔ يَا أَيُّهَا لَّذِينَ ءَامَنُوا تَّقُوا لَّلَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ لرِّبَوٰٓا سود قال عن العوض مگر صرف وقت اور مہلت کے بلدے کا نام ہے فرمایا اس کے بجائے اگر تنگی آگی ہے تو اسے مزی مہلت دی جائے نہ یہ کہ مہلت کے عوض اس پر سوار ہونے کی کوشش کی جائے۔ وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ   صرف مہلت ہی نہیں اگر صدقہ کا اہل ہے۔ تو صدقہ کر دیا جائے تو کیا ہی کہنے۔ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ سود کے مال میں برکت نہیں ہوتی انجام تباہی نکلتا ہے۔ اصل برکت خدا کی رضاجوئی میں ہے۔ مَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ   وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ٣٩

)سورۃ الروم ع 4)

خلاصہ یہ ہے کہ بینک کا سود حرام ہے اس لئے اس میں سرمایہ جمع ہی نہ کرایا جائے بلکہ اس کو بدلنے کے لیے منظم کوشش کی جائے اب اگر ضیاع کے اندیشے سے اس میں جمع کرانا پڑ گیا ہے۔ تو ان پر یہ واضع کر سو کہ سود حرام ہے میں نہیں لوں گا الا یہ کہ کوئی مضطر بندہ سامنے آجائے اور اس کو بچانے کیلیئے دینا پڑے تاہم اسے ثواب تصور نہ کیا جائے۔ تاکہ کسی پہلو میں بھی اس سے زہنی سازگاری اور مفاہمت پیدا ہونے کا کوئی امکان نہ رہے۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم

(الاسلام لاہور جلد 2 شمارہ 43)

توضیح المفید

برفتاوی علماء حدیث ہمارے اکابرین کی کوششوں سے اور حکومت پاکستان کے صدر مملکت صدر ضیاء الحق کی جدوجہد سے اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی سودی کاروبار کی لعنت کو مضاربت اور شراکت کی صورت میں تبدیل کیا لیکن فافہم لوگ اس کو بھی سود سمجھتے ہیں ایسے لوگ اصل میں سود کی تعریف نہیں سمجھے اللہ توفیق عطا فرمادیں۔ (سعیدی خانیوال)

استفسارات

بینک کا سود۔

چنیوٹ سے ایک دوست ارقام فرماتے ہیں۔

مولنٰا السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ

اخبار اہل حدیث مورخہ 1954 میں فتاوی کے تحت سوال نمبر 280 میں کچھ شک ہے۔ وہ دور کیجئے سوال ہے کہ بینک کی نوکری جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا ہے کہ بینک کی نوکری میں اختلاف ہے۔ مگر ٹھیک یہ ہے کہ وہ ناجائز ہے۔ کیونکہ بینک کی نوکری کا سارا کاروبار ہی سود پر مبنی ہوتا ہے۔ اور حرام ہے وغیرہ۔ اب عرض ہے کہ

1۔ اگر بینک کا کاروبار سارا سودی نہ ہوتا تو پھر کیا اس کی نوکری جائز ہوتی؟

2۔ حرام ہر حالت میں حرام ہے چاہے وہ تھوڑا ہو یا بہت جیسے سود کا گوشت اگر سیر بھر حرام ہے تو ایک لقمہ بھی حرما ہے شراب اگر بوتل بھی حرام ہے تو ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔

3۔ ڈاک خانہ کی ملازمت میں سود دیا جاتا ہے لیا نہیں جاتا اور آپ جانتے ہیں کہ سود دینے۔ لینے والا۔ لکھنے والا۔ گواہ سب ایک ہی جرم کے مرتکب ہوتے ہیں پھر کیا ڈاک خانہ کی نوکری جائز ہوگی؟

4۔ اگر بینک کی نوکری حرام ہے تو کیا بینک کے کسی ملازم کی زکواۃ خیرات۔ صدقہ قبول ہوگا یا نہیں؟

5۔ ہندو تمام سود کور ہوتے ہیں کیا ان کی نوکری بھی جائز ہوگی یا نہیں؟ اگر وہ اسٹیشن پر اتریں اور مسلمان قلی ان کا سامان اٹھا کر اُجرت لیں تو وہ بھی جائز ہوگی یا نہیں؟

جواب۔ آپ نے ناحق بال کی کھال اتارنے کی کوشش کی ہے۔ جواب میں کیہ دیا گیا ہے اس میں بعض نے اختلاف کیا ہے اور اختلاف والوں ہی سے ایک آپ بھی ہیں پھر کیا آپ چاہتے ہیں کہ سب آپ سے متفق ہوجایئں۔ اور کوئی بھی مخالفت نہ رہے یہ کیوں کر ہوسکتا ہے۔؟ جن کو اختالف ہے اختلاف ہی رہے گا آپ کے دلائل جاننے کے باوجود وہ اس سے اختلاف رکھتے ہیں اور صحیح طور پر نیک نیتی سے اختلاف رکھتے ہیں سنئے اگر کوئی شخص یا ادارہ تجارتی کاروبار کرتا ہو اور سود بھی لیتا ہو تو اس کی ملازمت

جائز ہوگی کیونکہ اس کے مکلف نہیں ہیں کہ اس کی تحقیق کرتے پھریں۔ کہ آپ کی تنخواہ کس شعبے سے آئی ہے۔ جس کی کمائی کا عنصر غالب حلال ہو۔ اُس کی اجرت اور مزدوری جائز اور حلال ہوگی۔ یہ ایک اصولی چیز ہے جس میں آپ کے تمام جواب آجاتے ہیں۔ باقی رہا صدقہ خیرات کی قبولیت کا سوال سو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اصول یہی ہے کہ جو مال مطلق حرام ہو وہ قبول نہیں ہوتا۔ باقی رہا لوگوں سے لین دین وہ جائز ہوگا کیونکہ نوعیت کے بدلنے سے حکم بھی بدل جاتا ہے۔ صدقی کا مال سادات کرام کے لئے ممنوع ہے ی۔ کسی کو صدقہ ملا تو اس نے حضور کی خدمت میں پش کر دیا آپ نے قبول فرمایا تو کسی نے کہہ دیا حضور یہ صدقہ تھا آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس کے لئے صدقہ تھا مگر جب اس کی تملیک میں آگیا تو اس اک حکم بدل گیا اب وہ ہیں بطور ہدیہ دے رہا ہے جو جائز ہے پس اسی حدیث سے اپنے مسئلہ کو بھی حل کر لیجئے (نائب مدیر) (اہل حدیث سوہدرہ)

سوال۔ بیان کیا جاتا ہے جکہ اسلام میں سودی لین دین بدترین جرم ہے۔ قرآن نے اس جرم کیلئے ہمیشہ عذاب کی وعید سنائی ہے۔ اور حدیث شریف میں اس کے کمتر سے کمتر درجے کے گناہ کو ماں سے بدکاری کے برابر قرار دیا گیا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

موجودہ دور میں سود کے بارہ میں کئی قسم کی مشکلات پیچیدگیاں پیدا ہوگئی ہیں شاید اس لئے عام مسلمان غلط فہمیوں کا شکار ہیں حتیٰ کہ دیندار قسم کے لوگ بھی اب بے دھڑک سودی لین

دین کررہے ہیں۔ وضاحت کیلیئے تفصیلی طورپر سود کی عام مروجہ صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں حقیقت حال سے مطلع فرمادیں تاکہ اس جرم عظیم سے بچا جاسکے۔؟

جواب۔ ہاں سود کے متعلق قرآن نے بڑی وعید ودھمکی سنائی ہے حدیث میں سود کے ستر درجوں میں سے ادنیٰ کو ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر قرار دیا ہے یہ حدیث سنن ابن ماجہ میں موجود ہے مسلمان جوکچھ کررہے ہیں۔ وہ غیر مسلم کی نقالی کررہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان نصرت الہیٰ اور عون خدا سے محروم ہوگیے ہیں۔

سوال۔ ہربینک ہر جمع شدہ رقم کو سودی قرضوں کے لین دین پر لگاتا ہے اس لئے کیا بینکوں میں روپیہ جمع کرانا جائز ہے۔ دیگر بینک میں روپیہ جمع کرنے کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں۔

پہلی صورت۔ بینک میں روپیہ جمع کرانا اوراس کے ساتھ سود بھی وصول کرنا۔

دوسری صورت۔ یہ ہوسکتی ہے کہ بینک والوں کو لکھ کردے دیا جائے کہ ہمیں سود نہیں چاہیے۔ اس لئے اصل کے ساتھ سود کا اندراج نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس رقم کو بھی بینک بدستور سودی قرضوں میں لگائے گا۔

تیسری صورت۔ یہ ہوسکتی ہے کہ اپنے روپے کو بینک کی تجوری میں رکھ دیا جائے یہ تجوریاں بینکوں میں دستیاب ہیں ان میں لوگ زیورات وغیرہ رکھتے ہیں۔ اپنی اپنی تجوری کا کرایہ بینک کو ادا کرنا پڑتا ہے۔

جواب۔ قرآن واحادیث کی روسے یہ پہلی صورت جائز نہیں ہے کیونکہ اسلام نے غریبوں محتاجوں اورضرورت مند لوگوں کو بلا سود قرض ملنے کی صورت میں ایک غریب یا ایک چھوٹا کروباری آدمی اللہ کے فضل سے باآسانی ترقی کرسکتا ہے اس کے مقابلے میں سود ادا کرنے کی صورت میں مثلاً ایک آدمی دس ہزار روپے کا مقروض ماہانہ سود بھی ادا کرے وہ دکان کا کرایہ مکان کا کرایہ بھی برداشت کرے نیز اپنے بال بچے بھی پالے اس طرح اس کا دیوالیہ نکل جاتا ہے ہمارے تجربہ میں ایسے کئی افراد موجود ہیں کہ سودی قرض پر کاروبار کرکے سود کے تلے دب کر اپنی ملکیتی مکان سے بھی محروم ہوگئے۔ عوام الناس تو اپنی جگہ ہے دنیا کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں بڑی بڑی خونخوار سرمایہ دار حکومتوں کے سود تلے دب کر دم توڑ رہی ہیں چونکہ اسلام کی انگلی فطرت انسانی کی نبض پر ہے۔ اسلام کے نازل کرنے والا عالم الغیب والشہادۃ کو علم ہے کہ یہ سود انسان کے لئے اوراس کی ترقی کو تباہ کرنے میں ناسور کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اسے حرام قرآ دیا ہے سوال میں زکر کردہ دوسری اور تیسری صورت جائز ہے مگر شرط کے ساتھ

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 14 ص 166-174

محدث فتویٰ